بریگیڈئر (ر) ڈاکٹر عزیز احمد خان

ترجمہ: عابد سیال

ادبی اصناف

1۔ ادبی اصناف؛ ایک تعارفی نظر

ادب کی بڑی اصناف (Genres) کی تاریخ کے بیان اور وضاحت سے مقالہ نگار کا مقصود یہ ہے کہ قاری کی فکشن، شاعری، ڈراما اور مضمون کی تفہیم کی استعداد کو بڑھایا جا سکے۔

'Genre' فرانسیسی لفظ ہے جو ادبی تنقید میں ادب پارے کی ہیئت کی نشاندہی کے لیے بہت استعمال ہوتا ہے۔ قاری کے لیے ضروری ہے کہ وہ ادب کی مختلف ہیئتوں اور ان کے عمل، ان کی الگ الگ امتیازات اور ان کے اشتراک یا اختلاف سے واقف ہو۔ ہر ہیئت کی خاص اصطلاحات ہیں اور مصنف اور قاری کے لیے ضروری ہے کہ اس کے متعلق کچھ معلومات رکھتا ہو۔ روزمرہ زندگی سے اس کی مثال لیتے ہوئے ہم دیکھتے ہیں کہ جب لوگ کسی نئے کام کا آغاز کرتے ہیں یا کوئی نیا کھیل کھیلنا شروع کرتے ہیں تو نئی اصطلاحات اور نئی زبان سے ان کا سابقہ پڑتا ہے۔ تاہم جلد ہی اس خاص ماحول میں، جس میں وہ خود کو موجود پاتے ہیں، وہ ان کا استعمال ابلاغ کے فطری طریقوں کی طرح شروع کر دیتے ہیں۔ اسی طرح جو لوگ ادب پر گفتگو کرتے یا لکھتے ہیں، مخصوص اصطلاحات استعمال کرتے ہیں۔ ان اصطلاحات سے واقفیت ادب پر گفتگو کرنے اور اس کے متعلق لکھنے کی سمت نمائی کرتی ہے۔ یہ شاعری، افسانہ، ڈراما اور غیر افسانوی نثر کو دیکھنے کے نئے طریقے سکھاتی ہے اور ہماری زندگیوں اور اس ادب کے درمیان، جو ہم پڑھتے

Scanned by CamScanner

ہیں، روابط کی نشاندہی کرتی ہے۔ جب کوئی مصنف یا قاری کسی لکھنے والے کے اسلوب کے بارے میں بات کرتا ہے تو ان طریقوں کو دیکھتا ہے جن سے لکھنے والا الفاظ کا انتخاب کرتا ہے، انہیں سطروں، فقروں، پیراگرافوں یا نظم کے بندوں کی صورت میں ترتیب دیتا ہے، اور امیجری، وزن، قافیے، مجازی زبان، طنز اور دیگر وسائل کے استعمال سے مطالب کی ادائیگی کرتا ہے۔ لہٰذا یہ دیکھا گیا ہے کہ ادب کی مخصوص اصطلاحات سے واقفیت پڑھنے والوں کو اصناف کے درمیان موجود ضروری امتیازات کو سمجھنے میں مدد دیتی ہے۔ کسی افسانے یا ناول کو پڑھتے ہوئے قاری کی توقعات ان توقعات سے مختلف ہوتی ہیں جو وہ کسی ڈرامے کی تفہیم کے وقت رکھتا ہے۔ ہر صنف ادب عجیب طاقتیں رکھتی ہے اور منفرد حظ مہیا کرتی ہے۔ ادب کی بڑی بڑی اصناف کے تذکرے میں بہتر معلوم ہوتا ہے کہ مختصر افسانے کے تعارف سے بات شروع کی جائے۔

2۔ مختصر افسانہ:

مختصر افسانہ کئی ایک وجوہ کی بنا پر خصوصی توجہ کا متقاضی ہے اور آگے چل کر اس پر تفصیل سے بات ہو گی۔ مختصر غیر افسانوی نثر کی کچھ ہیئتوں کو بھی ادب کے طور پر لیا جا سکتا ہے۔ مثال کے طور پر انشائیہ، خط، ڈائری، تقاریر اور دستاویزات۔ غیر افسانوی نثر کا موضوع وہ واقعات بنتے ہیں جو حقیقت میں وقوع پذیر ہوئے یا وہ لوگ جو حقیقت میں موجود تھے یا موجود ہیں۔ افسانہ، ڈراما اور شاعری زیادہ تر حقیقی واقعات اور افراد کے حوالے سے ہوتے ہیں یا حقیقی افراد اور تجربات کی تخیلاتی صورتوں کا عکس پیش کرتے ہیں، پھر بھی ان اصناف کے موضوعات بنیادی طور پر مصنفین کے تخیلاتی اذہان کی پیداوار ہوتے ہیں۔

غیر افسانوی نثر کے کچھ علائق افسانے سے بھی کچھ اشتراک رکھتے ہیں۔ سوانحعمری یا خودنوشت سوانحعمری کو اکثر افسانوی ادب کے طور پر ہی سمجھا اور پیش کیا جاتا

Scanned by CamScanner

ہے اور غالباً قاری بھی اسے اسی طریقے پر پڑھتا ہے۔ بہت سے پڑھنے والے اس مغالطے کا شکار ہیں کہ افسانوی ادب کی طرح غیرافسانوی ادب بھی پڑھ کر حظ اٹھانے کے لیے لکھا جاتا ہے کیونکہ یہ عام طور پر بیانیہ ہوتا ہے۔ تاہم اس کا مقصد محض حظ کشید کرنے سے کہیں زیادہ ہوتا ہے۔ غیرافسانوی نثر کے کئی ایک مقاصد ہو سکتے ہیں جن میں سے ایک ممکن ہے تفریح ہو ---- اس کے بنیادی مقاصد، مزید کئی ممکنات کے ساتھ ساتھ، قاری تک خبر پہنچانا، کوئی اخلاقی سبق دینا، کائنات کے عقلی وجود اور بنیادی سچائی کی توثیق کرنا یا سماجی اصلاح کے لیے رویوں پر اثرانداز ہونا وغیرہ ہو سکتے ہیں۔ اس کی ہیئت ایک مضمون کی ہوسکتی ہے جس کا موضوع داخلی تصادم، یا منشیات کا دھندا وغیرہ ہوں یا اس قسم کی نثر کی اچھی مثالیں ملٹن (Milton) کی مدلل تحریروں میں، یا احتیاط سے مرتب کیے گئے بیکن (Bacon) کے مضامین میں مل سکتی ہیں۔

انسان ہمیشہ سے کہانیوں میں دلچسپی لیتا آیا ہے؛ اس کا ثبوت غاروں کے زمانے کی تصویریں اور نسل در نسل منتقل ہونے والی ٹیلز (Tales) اور فیبلز (Fables) ہیں۔

ادب کی مختلف اصناف کی تفہیم کو ممکن بنانے کے لیے ضرورت اس بات کی ہے کہ طلبہ کو ہر ایک کی امتیازی خصوصیات سے مانوس کیا جائے۔ جب پڑھنے والے افسانے، ڈرامے، شاعری اور غیرافسانوی نثر کو گہرائی میں جا کر سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں تو وہ ان اصناف کے متعلق خود اپنی توقعات بناتے ہیں۔ اسی مقصد کے پیش نظر مقالہ نگار نے اس باب کو اہم اصناف کے مطالعے کے لیے مختص کیا ہے تاکہ تدریس زبان کے سلسلے میں ہر ایک کی صلاحیت کا جائزہ لیا جا سکے اور نئے رویوں کو متعارف کرانے کے لیے تمام سرگرمیوں اور مہارتوں کو ایک وحدت کی صورت کی دی جا سکے۔ اس سے طلبہ اس قابل ہو سکیں گے کہ وہ ادب پر گفتگو کر سکیں، ادب لکھ سکیں، اس پر اپنی رائے کا اظہار کر سکیں اور

Scanned by CamScanner

...ے متعلق لکھ سکیں۔ مقالہ نگار افسانوی ادب کی ابتدائی ہیئتوں سے آغاز کرتے ہوئے
...ن کے ...ب پاروں کو سمجھنے اور متن میں موجود اشاروں کے ذریعے تحریر کے معنی تک پہنچنے کے لیے
طلبہ اور اساتذہ دونوں کے لیے کچھ رہنما اصول بتائے گا۔

1.3... افسانوی ادب کی ابتدائی ہیئتیں - تمثیل

...ادب کی اولین ہیئتوں میں سے ایک تمثیل ہے۔ تمثیلیں ایسی کہانیاں ہیں جن
...میں ہر کردار، عمل اور ماحول ایک خاص مطلب کا حامل ہوتا ہے۔ جان بنیان (John
Bunyan) کی سترھویں صدی عیسوی کی تمثیل "A Pilgrim's Progress" میں،
...ایک کردار جس کا نام کرسچین (Christian) ہے، اس مذہب کے ایک مثالی پیرو کے
ساتھ وابستہ اعلیٰ اخلاقی معیارات کو ظاہر کرتا ہے۔ کرسچین خطرات اور ترغیبات کی ایک دنیا
سے گزرتا ہے جس کے علاقوں کے نام علامتی طور پر "یاس کی دلدل" (Slough of
Despond)، "تباہی کا شہر" (City of Destruction)، "ذلت کی وادی"
(Valley of Humiliation) اور ان سے گزر کر وہ "ملکوتی شہر" (Celestial
City) میں پہنچتا ہے۔ تمثیلیں نمایاں یا مخفی طور پر ایک طے شدہ اخلاقی سبق دینے کے لیے
ترتیب دی جاتی ہیں۔ یہ نثر میں بھی ہو سکتی ہیں جیسا کہ مندرجہ بالا مثال میں اور شاعری
اور ڈرامے کی ہیئت میں بھی۔ سپنسر (Spenser) کی "Faerie Queene" شاعری
میں اسی طرح کی ایک تمثیل ہے جس میں اژدہا برائی کی علامت ہے اور ہیرو کی مہمات
اس برائی پر فتح حاصل کرنے کی کوشش کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔ اس میں جو اخلاقی سبق
بیان ہوا ہے وہ یہ ہے کہ بظاہر بہت سے نقصانات اور مشکلات سے گزرنے کے باوجود
بالآخر نیکی بدی پر فتح حاصل کر لیتی ہے۔
تمثیل کے بارے میں چند سوالات پیدا ہوتے ہیں۔ مصنف کیوں یہ محسوس کرتا
ہے کہ اس کو اپنی تعلیمات اور مشاہدات کو ان تجسیمات کے پردے میں چھپانا چاہیے۔ اس

کو یوں بیانیہ انداز میں کیوں پیش کرتا ہے جبکہ پیغام براہ راست بھی پہنچایا جا سکتا ہے۔ ایسا کیوں ہے کہ کہانی سنانے کے وسیلے کے طور پر اب تمثیل زیادہ استعمال نہیں کی جاتی۔ کئی وجوہات بتائی جا سکتی ہیں۔ ایک یہ ہو سکتی ہے کہ قرون وسطیٰ کے یورپ کی جاگیرداری حکومتیں نئی جمہوری حکومتوں کی نسبت عموماً زیادہ شکی مزاج اور Paranoid تھیں اور مصنف اگر زیادہ کھل کر اپنے خیالات کا اظہار کرتا تو اسے ایذا رسانی کے خطرے کا سامنا تھا۔

غالباً یہ تمام وجوہات جدید دور میں بھی اتنی ہی باوزن ہیں جتنی قرون وسطیٰ میں تھیں، سو موجود دور میں کہانی کہنے کے اس چلن کے غائب ہونے کی وجہ سمجھنا مشکل ہے۔ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ بالکل غائب ہو گئی ہے۔ یہ آج بھی مل جاتی ہے، بلکہ کسی لحاظ سے یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ افسانوی ادب کا اکثر حصہ اپنے اندر تمثیلی عناصر رکھتا ہے لیکن تخیلاتی اظہار کی پیش کش کا یہ طریقہ اب زیادہ نمایاں نہیں رہا۔

3.2۔ اسطور

افسانوی ادب کی ابتدائی ہیئتوں میں سے ایک اسطور (Myth) بھی ہے جو ابتدائی زمانوں کی کہانیاں سناتی ہے اور کبھی یہ بتاتی ہے کہ کوئی دیوتا یا دیوی کس طرح معرض وجود میں آئے۔ کچھ اساطیر فطرت کے اسرار کے بارے میں ہیں جن میں کائنات اور اس کے باسیوں کی آفرینش بھی شامل ہے۔ پھر ہمارے پاس روایتی قصے (Legends) ہیں جو افسانوی کرداروں کی حیران کن فتوحات کی نقل کرتے ہیں یا ماضی کے حقیقی لوگوں کے کارناموں کو نمایاں کر کے بیان کرتے ہیں۔ لیجنڈ عموماً ایک طویل کہانی پر مشتمل ہوتا ہے جس میں کسی خاص معاشرے کے امتیازی اوصاف کی تجدید اور تعریف کی جاتی ہے۔ پال بنیان (Paul Bunyan) کی کہانی کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ حقیقی آدمی کی کہانی ہے۔ لیکن اس کی طوالت، Blue ox اور عجیب و غریب

کرب ان لوگوں کی اختراع ہیں جو اس عقل مند لکڑہارے کی داستان سنتے اور سناتے رہے، جو محنت سے کام کرتا ہے، لڑائی میں پیچھے نہیں ہٹتا اور محفل کا لطف اٹھانے کے آداب سے واقف ہے۔ امریکہ کے مغرب کی طرف پھیلاؤ کے ابتدائی برسوں میں یہ سب خوبیاں بہت قابل تعریف تھیں لیکن اساطیر کے برعکس، افسانوی ادب حقیقی کرداروں پر مبنی ہوتا ہے جن کے نام فرضی ہوتے ہیں جیسا کہ "romans a clef" میں ہے۔ مطابقت کا اظہار اگرچہ کبھی صراحت کے ساتھ نہیں ہوتا لیکن نمایاں خصوصیات کے ذریعے ان کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے۔ یہ وسیلہ مصنف کو دوسروں کی تعریف یا تنقیص کرنے کا نہایت محفوظ راستہ مہیا کرتا ہے۔ یہ مصنف کو محفوظ رکھتے ہوئے مخالفین کی مذمت کرنے اور معاشرے کے بعض پہلوؤں پر طنز کرنے کے لیے بھی استعمال ہوسکتا ہے کیونکہ اگر پوچھا جائے تو مصنف کبھی بھی حقیقی اشخاص کے ساتھ مطابقت سے انکار کرسکتا ہے۔

3.3۔ اسطور- پریوں کی کہانی:

اس کے بعد 'پریوں کی کہانی' (Fairy Tale) کی باری آتی ہے۔ اساطیر کی طرح، پریوں کی کہانیوں کے موضوعات مافوق الفطرت مخلوقات اور واقعات پر مشتمل ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر 'Cinderella' میں fairy godmother لڑکی کی زندگی میں خوشیاں لانے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ پریوں کی کہانیاں حقیقی دنیا کی وضاحت یا کسی طرح کی قومی اقدار کی تائید کی کوشش نہیں کرتیں بلکہ ان میں زیادہ توجہ خیر اور شر کی آویزش پر دی جاتی ہے۔ شر کے نمائندہ کرداروں کو آخر کار دہشتناک سزاؤں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ان کو زندہ جلا دیا جاتا ہے یا کھولتے ہوئے تیل کے کڑاہوں میں پھینک دیا جاتا ہے۔ اس کی ایک مثال Hansel اور Gretal کی کہانی میں دیکھی جا سکتی ہے جس کے اختتام پر جادوگرنی کو تنور میں پھینک کر زندہ جلا دیا جاتا ہے۔

ہم میں سے اکثر لوگ فیبلز (Fables) (جانوروں کی کہانیاں) سے واقف

ہیں۔ ان مقبول کہانیوں کے سب سے مشہور مجموعے کے مصنف کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ ایک یونانی غلام تھا جس کا نام ایسپ (Aesop) تھا۔ تاہم یہ کسی طرح بھی حتمی بات نہیں ہے۔ بہرصورت ان کہانیوں نے بچوں کی بے شمار نسلوں کو محظوظ کیا ہے۔ فیبلز عموماً جانوروں کے متعلق ہوتی ہیں جن کی بول چال اور افعال و اعمال انسانوں کی طرح ہوتے ہیں۔ فیبلز میں کھلا سبق موجود ہوتا ہے۔ جیسے 'کچھوا اور خرگوش' کی کہانی میں نتیجہ ''آہستہ اور مستقل مزاج کامیاب ہوتا ہے'' صاف طور پر بیان ہوتا ہے۔

4.4- اسطور- پیرابل

تو پھر پیرابل (Parable) کیا ہے؟ فیبل کی طرح، پیرابل کوئی سبق سکھاتی ہے یا کسی پیچیدہ روحانی تصور کو انسانی تجربے کی حدود میں لا کر اس کی وضاحت کرتی ہے۔ یہ ایک کہانی ہوتی ہے جو اس اصول سے مشابہت رکھتی ہے جو مصنف سکھانا چاہتا ہے۔ New Testament میں پیرابل میں خدا کا باپ سے موازنہ کیا گیا ہے جو ایک گمراہ بیٹے کے دوبارہ راہ راست پر آنے پر شادمان ہوتا ہے جبکہ دوسرا بیٹا اپنے باپ سے غیر متزلزل وفاداری کے باوجود نظرانداز کیے جانے کی ناانصافی پر خفا ہوتا ہے۔

5- جدید مختصر افسانہ

اوپر بیان کی گئی مختصر افسانے کی تمام ابتدائی ہیئتیں آج بھی موجود ہیں۔ تاہم انیسویں صدی میں حقیقی مختصر افسانے ی ایک نئی وضع ہوئی۔ اس ہیئت کے اولین لکھاری فرانس میں موپاساں(Maupassant)، روس میں چیخوف (Chekhov) اور انگلستان میں ایلیٹ (Mary Ann Evans) اور ہارڈی (Hardy) اور امریکہ میں (Poe)، ہاتھورن (Hawthorne) اور میری ولکنز فری مین (Mary Wilkins Freeman) تھے۔

حقیقی مختصر افسانہ: انیسویں صدی کا حقیقی مختصر افسانہ افسانوی ادب کی ابتدائی ہیئتوں سے

Scanned by CamScanner

ی لحاظ سے مختلف تھا۔ اس کا مرکز نگاہ روزمرہ کی زندگی کے واقعات اور مناظر تھے۔ اس
ے کردار کہانیوں کے دیوتا، طاقتور جن اور جانور نہیں تھے بلکہ عام مرد، خواتین اور بچے
تھے۔ کردار زیادہ مکمل تھے اور ایک کی بجائے متعدد اوصاف کے حامل تھے۔ مختصر افسانوں
ے مرکزی کرداروں نے حقیقی آدمیوں کے تضادات اور پیچیدگیوں کو پیش کیا۔ کرداروں
ے خارجی اعمال کو ظاہر کرنے کے لیے کہانیوں کے پلاٹ زیادہ بہتر اور متنوع تھے۔ سادہ
ے خاکوں والے پردوں کے بجائے بہت زیادہ سیٹ بنائے گئے اور زمان و مکان کی
تفصیلات زیادہ وضاحت کے ساتھ بیان ہوئیں۔ ایک اہم ترقی جو حقیقی مختصر افسانے نے کی
وہ یہ تھی کہ یہ کسی ایک مخصوص سبق یا نتیجے کی تبلیغ سے آگے نکل گیا۔ اگرچہ مختصر افسانے کی
کہانی اکثر اوقات کچھ خاص اقدار کی طرف اشارہ کرتی ہے تاہم پڑھنے والوں سے توقع
کی گئی کہ وہ اس کے معانی خود تلاش کریں۔ مصنف نے ان میں ظاہری طور پر کوئی اخلاقی
سبق نہیں دیا۔

انیسویں صدی سے بیسویں صدی کے دوران سامنے آنے والے حقیقی مختصر
افسانے نے کسی کردار یا کرداروں کے گروہ کو پیش کرنے والی کشمکش کو مرکز توجہ بنایا۔ ایسے
تجربات سے کردار خود اپنے یا دوسروں کے داخل کی معرفت حاصل کرتا ہے۔ بالفاظ دیگر وہ
انسانوں کی نشوونما اور تکمیل کے عمل پر غور کرتا ہے۔ وہ مختصر افسانہ جو کسی بچے کو معصومیت
سے تجربہ کاری کی عمر تک پہنچتے ہوئے دکھاتا ہے 'آغاز کی کہانی' (Story of
initiation) کہلاتا ہے۔ اسی سے متعلق ایک ہیئت Story of apiphany ہے جس
میں کردار کسی کش مکش سے گزرتا ہے جو اسے یک لخت کسی بصیرت تک یا بہتر خودشناسی کی
طرف لے جاتی ہے۔

غیر حقیقی مختصر افسانہ: غیر حقیقی افسانے کی اختراع بھی انیسویں صدی ہی میں ہوئی۔
ہاتھورن کی بہت سی کہانیوں میں پڑھنے والا ماورائے فطرت مخلوقات، عجیب و غریب ماحول،

Scanned by CamScanner

اور ایسے واقعات سے گزرتا ہے جن کی توجیہہ روایتی فطری قوانین کی مدد سے نہیں کی جا سکتی۔ غیر حقیقی کہانیوں میں اکثر افسانوی نثر کی ابتدائی ہیئتوں کے عناصر شامل ہوتے ہیں۔ تاہم وہ حقیقی مختصر افسانے سے بھی کچھ خصوصیات کا اشتراک رکھتی ہیں۔ غیر حقیقی مختصر افسانوں میں کردار زیادہ ارتقا یافتہ اور روحانی اور نفسیاتی گہرائی کے حامل ہوتے ہیں۔ کہانیوں کے پلاٹ زیادہ پیچیدہ ہوتے ہیں۔ اور ماحول زیادہ تفصیلی ہوتا ہے۔ ان کا سب سے نمایاں پہلو یہ ہے کہ ان کے موضوعات پڑھنے والے کو براہ راست کوئی اخلاقی سبق دینے کی بجائے حیرت، سوچ اور استفہام کی طرف راغب کرتے ہیں۔ یہ کہانیاں پڑھنے والے کی تجزیاتی صلاحیتوں میں نکھار پیدا کرتی ہیں۔ غیر حقیقی مختصر کہانیوں کے مصنف زمان ومکان کی حقیقی جہات کے اسیر نہیں ہوتے، وہ اپنے اور اپنے پڑھنے والوں کے تخیل کو نئی سمت میں لے جاتے ہیں۔ اس طرح کے افسانے پڑھنے کے لیے قاری کو وہ کچھ چاہیے کولرج "the willing suspension of disbelief" کہتا ہے یعنی ایسے ماحول، پلاٹ اور کرداروں کو پڑھنے، ان سے لطف اٹھانے اور ان پر غور کرنے پر راغب ہونا جو عجیب اور غیر روایتی لگتے ہوں۔ یہ سب کچھ کسی ایک موضوع کی طرف لے جانے کی بجائے کئی مختلف سمتوں کی طرف لے جاتے ہیں۔

حقیقی کہانیوں اور افسانوں میں حدِ فاصل کیا ہے؟ ایک سادہ سا جواب تو یہ ہو سکتا ہے کہ حقیقی کہانیاں حقیقی واقعات کو اور اس کو پیش کرتی ہیں جو کچھ حقیقتاً لوگوں کے ساتھ ہوا جبکہ افسانے کا تعلق فرضی کرداروں سے ہے اور یہ فرضی واقعات کے گرد گھومتا ہے۔ اگرچہ یہ وضاحت بظاہر بہت سادہ معلوم ہوتی ہے لیکن اتنی واضح تفریق کرنا اکثر اوقات مشکل ہو جاتا ہے۔ ہم اکثر ایسے مختصر افسانے پڑھتے ہیں جو زمانۂ حال اور ہمارے جانے پہچانے شہروں کے متعلق ہوتے ہیں۔ کوئی پڑھنے والا گلیوں کے نام پہچان سکتا ہے اور اس زمانے کے کچھ واقعات یاد کر سکتا ہے۔ مثال کے طور پر تقسیم پاک و ہند کے پس

Scanned by CamScanner

ر میں لکھی گئی کہانیاں، اس حقیقت کے باوجود کہ کسی جانے پہچانے شہر میں بسنے والے
ر کردار تخیلاتی ہیں، بعض اوقات کوئی کردار ایسا بھی ہوتا ہے جو کسی ایسے آدمی سے ملتا
تا ہے جو اس وقت زندہ تھا جب کہانی وقوع پذیر ہوئی۔ پھر یہ کہانیاں کس حد تک سچی
ں؟ کیا 'صداقت' انہی لوگوں اور مقامات تک محدود ہے جنہیں کوئی پڑھنے والا پہلے سے
جانتا ہے؟ کیا تخلیق کیے گئے کردار، ان کے اعمال، کش مکش اور جذبات بھی کسی فلسفیانہ یا
تمثیلی لحاظ سے 'سچ' ہیں؟ جانی پہچانی خصوصیات کا پیدا کرنا 'امکانِ وقوع' کے وسیلے کے
ذیل میں آتا ہے جہاں مصنف اپنی کہانی کے امکانات کو بڑھاتا ہے تاکہ یہ کسی طور پر حقیقی
'نظر آئے' اور قاری کے لیے قابل قبول ہو۔

ایسی کہانیوں کو کس زمرے میں رکھا جائے جو اس دائرے سے باہر واقع ہوتی
ہیں جسے اب حقیقت کے طور پر قبول کیا جاتا ہے، مثال کے طور پر جو زمانۂ مستقبل میں لکھی
جاتی ہیں۔ جیسا کہ جارج آرویل (Jeorge Orville) کا ناول "1984" اس بیان
کردہ سال سے کہیں پہلے لکھا گیا۔ جارج آرویل کی پیش گوئیوں میں کس قدر حقیقت ہے
اور کس قدر خامی، اس کا اندازہ آج کیا جا سکتا ہے جب تاریخ کے تسلسل میں بتایا ہوا سال
گزر چکا ہے۔ ایسی کہانیاں صداقت کا اظہار کس طرح کرتی ہیں؟ کیا وہ انسانی جذبات،
کش مکش، باہمی تعلقات جو اس طرح کی کہانیوں میں اظہار پاتے ہیں، ایسا سچ ہو سکتے
ہیں جسے قاری پہلے سے پہچانتا ہو۔ لیکن بلا شبہ یہاں طے شدہ حقیقتوں کی بجائے امکانات
اور ممکنات کا استعمال ہوتا ہے، اور ہم جانتے ہیں کہ معقول امکان اکثر حقائق سے زیادہ
'سچا' لگتا ہے۔ انسانی رویوں میں کچھ آفاقی حقیقتیں ہیں جنہیں ہم معقولات کے طور پر
جانتے ہیں، اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ وہ ماضی، حال یا مستقبل میں بیان کی گئی ہوں۔
مستقبل کی کہانیاں اس حد تک قابل یقین ہیں کہ وہ آفاقی صداقتوں پر مبنی ہیں۔ مثال کے
طور پر آرویل جو کچھ ناول "1984" میں پیش گوئی کرتا ہے وہ نہ صرف یہ کہ امکانی ہے

Scanned by CamScanner

بلکہ ایسا ہونا نہایت ممکن ہے کیونکہ اس کی بنیاد انسانی فطرت، اقتدار کی ہوس اور ریاستی استبداد پر ہے۔ صرف ایک غلطی جو اس ناول میں ہے وہ یہ ہے کہ اس نے 1984ء کے سال کا انتخاب کیا۔

6۔ افسانوی ادب کی قرأت میں امکانات

درج ذیل رہنما اصولوں کے بیان کرنے سے مقالہ نگار کا مقصد یہ ہے کہ یہ بتایا جائے کہ ادب کی خواندگی کو کس طرح وسعت دی جا سکتی ہے تا کہ یہ ایک ذاتی اور داخلی تجربے کی صورت اختیار کر سکے، اس سے کہیں مختلف جو اس وقت پاکستان کے ایک عام کلاس روم میں ہو رہا ہے۔ جب ادب کو اس طرح جذب کیا جاتا ہے اور اس کے تجربے سے گزرا جاتا ہے تو زبان سیکھنے کے فائدے فطری انداز میں اور بغیر کسی مشقت کے حاصل ہو جاتے ہیں۔ یہ تجاویز ادب کی بہت سی اقسام کو پڑھنے، غور کرنے اور ان کے بارے میں لکھنے کے لیے رہنما اصولوں کا کام دے سکتی ہیں لیکن ان کا رخ خصوصاً مختصر افسانے کی طرف ہے۔ مقالہ نگار اس حقیقت سے واقف ہے کہ یہ طریقہ ہر جگہ قابل اطلاق نہیں ہے لیکن بہت حد تک یہ ان قارئین کی مدد کر سکتا ہے جو کہانی کو گہرے ادراک کے ساتھ پڑھتے اور کہانی کے جوہر کو زیادہ بھرپور طریقے سے تجربہ کرتے ہیں۔

1۔ ابتدائی پیراگرافوں کو احتیاط سے کئی بار پڑھیے اور باقی افسانے کے متعلق سوالات، اندازے، اور توقعات اشاروں کی شکل میں لکھیے۔ افسانہ پڑھنے کے بعد ابتدائی توقعات اور اندازوں کا موازنہ کیجیے اور دیکھیے کہ کہانی سے متعلق توقعات کس حد تک پوری ہوئی ہیں۔

2۔ افسانے میں موجود کش مکشوں کی فہرست بنائیے۔ دیکھیے کہ کردار کس طرح ان کش مکشوں کو سلجھاتے ہیں یا نہیں سلجھا پاتے۔ پھر کرداروں کے عمل اور بے عملی کے پیچ و خم پر بحث کیجیے۔

Scanned by CamScanner

اسی کشمکش کے سوال کو جاری رکھتے ہوئے ایک کردار کی نشاندہی کیجیے جو ایک مشکل انتخاب کے مرحلے سے گزرتا ہے یعنی کسی اخلاقی فیصلے سے۔ پڑھنے والا اسی طرح کی صورتحال میں کیا کرے گا؟ اپنے سوچے ہوئے ردعمل کا کہانی کے کردار کے ردِعمل سے موازنہ کیجیے۔

4۔ کہانی میں ایک اہم عنصر 'ماحول' کا ہے۔ اس ماحول کی اہمیت کو پڑھنے والوں میں اجاگر کرنے کے لیے ان سے کہا جا سکتا ہے کہ وہ ماحول کی تفصیلات بیان کریں۔ ایسا کرتے ہوئے انہیں سب سے پہلے بڑے مکانی عناصر پر توجہ دینی چاہیے جیسا کہ شہر، ملک، صوبہ یا قوم وغیرہ۔ اور پھر چھوٹے مکانی عناصر جیسا کہ خواب گاہ، کاروباری دفتر، میدان جنگ وغیرہ۔ اسی طرح انہیں وقت کے بڑے فریم ورک کو دیکھنا چاہیے یعنی صدی یا صدی کا کوئی حصہ اور اس کے ساتھ ساتھ چھوٹے زمانی عناصر یعنی دن، رات، سال کو کوئی موسم، چھٹی کا دن و علی ہذالقیاس۔ اس مشق سے انہیں پتہ چلے گا کہ کہانی کے معنی میں اس کے ماحول کی اہمیت کیا ہے۔

5۔ اس نقطہ نظر کو سمجھیے جس سے کہانی بیان کی گئی ہے۔ اگر اس نقطہ نظر میں تبدیلی کیجائے تو کہانی کس طرح بدل جائے گی۔ کسی دوسرے کردار یا کسی معروضی شاہد (objective observer) کی آنکھ سے دیکھتے ہوئے کہانی یا اس کے کسی حصے کو ازسرِ نو لکھنے کی کوشش کیجیے۔

6۔ ان اشیا، جانوروں، جسمانی اشاروں یا فطرت کے پہلوؤں پر غور کیجیے جن کا ذکر دہرا کر کیا گیا ہے یا جن پر غیر معمولی زور دیا گیا ہے۔ یہ عناصر قاری کے کہانی کو پڑھنے کے تجربے میں کیا کردار ادا کرتے ہیں اور یہ کس طریقے سے نیا محاورہ تشکیل دیتے یا معنی آفرینی کا باعث بنتے ہیں؟

Scanned by CamScanner

7۔ کہانی میں موجود موازنوں اور تضادات پر غور کیجیے۔ نوٹ کیجیے کہ اگر دو کردار ایک ہی صورتحال میں سے گزرتے ہیں تو بھی ان کا ردعمل بالکل مختلف ہے۔ ان موازنوں پر بھی غور کیجیے جو پڑھنے والا دو مختلف کہانیوں کے کرداروں، ماحول، کش مکشوں اور افعال کے درمیان کر سکتا ہے۔ کہانی میں نظر آنے والے اختلافات اور مشابہتوں کو کیا معنی دیے جا سکتے ہیں؟

8۔ قاری کے لیے ایک دلچسپ سرگرمی یہ ہو سکتی ہے کہ کہانی میں موجود کسی صورتحال، کردار، انتخاب یا فیصلے کا اپنی زندگی کے کسی پہلو سے موازنہ کرے اور اس کی وضاحت کرے کہ کس طرح یہ کہانی اس کے تجربے سے مختلف یا مشابہ ہے۔ یہ مشق اپنی زبان کے علاوہ کوئی دوسری زبان سیکھنے والے کے لیے زیادہ مفید ہو گی۔

9۔ کہانی کو اسی تسلسل میں آگے لکھیے۔ تصور کیجیے کہ کہانی کے اختتام کے فوراً بعد کیا ہوا ہو گا۔ یا تصور کریں کہ کرداروں میں سے ایک یا زیادہ کردار پانچ سال یا دس سال میں کیسے ہوں گے اور اس خیال کی وضاحت کریں جو اس قیاس کا سبب بنا۔

اس طرح کے رہنما اصول افسانوی ادب کی گہری اور بہتر تفہیم کے لیے پڑھنے والوں کے مددگار ہوتے ہیں۔ کسی کہانی کو پڑھنے سے قبل اور پڑھنے کے بعد کی سرگرمیاں ان کی قرأت کو خاص رخ اور توجہ کو مرکزیت عطا کرتی ہیں۔ وہ اس بات سے آگاہ ہوتے ہیں کہ ادب کی اس صنف کا تعامل کس طرح کا ہے اور کہانی کو ایک متحد کُل کی صورت میں کام کرتے ہوئے دیکھنے کے لیے کہانی کی قرأت کے دوران کونسے نکات پر غور کرنا ضروری ہے۔ ان کو پتہ چلتا ہے کہ پڑھنے والے کی توقعات کہانی کا عنوان پڑھتے ہی آغاز ہو جاتی ہیں۔ بعض اوقات یہ توقعات پوری ہو جاتی ہیں اور بعض اوقات وہ کہانی کی

Scanned by CamScanner

پر حیران رہ جاتا ہے۔ کرداروں کی کش مکش اور اس کو سلجھانے کے عمل کے دوران
ہاری خود کو ان کرداروں کی جگہ دیکھتا ہے اور کرداروں کے افعال اور فیصلوں کے
موجود منطق کو سمجھ سکتا ہے۔

ماحول، نقطہ ہائے نظر، نقوش، اشیاء، جانوروں یا قدرتی مظاہر کی بار بار پیش
موازنے اور تضادات - یہ سب کسی افسانے میں ایک اہم کردار ادا کرتے ہیں۔
پڑھنے والے ان عناصر پر تصرف حاصل کر لیتے ہیں تو ان کا ادراک بہتر ہو جاتا
ب وہ افسانے کے متعلق گفتگو کر سکتے ہیں اور اس پر اپنی ذاتی رائے کا اظہار کر سکتے
غور وفکر اور تجزیے کی قوت تیز ہوتی ہے اور وہ اس پیغام کا اندازہ لگا سکتے ہیں جو
ف پہنچانے کی کوشش کر رہا ہے اور جو شاید ادبی تحریر کا اصلی اور انتہائی مقصد ہے۔

شاعری کا تعارف

افسانوی اور غیر افسانوی نثر کی مندرجہ بالا خصوصیات سے ہم یہ نتیجہ نکال سکتے
یں کہ کہانیاں اور ڈرامے کرداروں اور راویوں کی آوازیں سننے کی طرف ہماری حوصلہ
افزائی کرتے ہیں۔ جبکہ شاعری کی قرأت کا لطف آواز کے ذریعے زیادہ بھرپور طور پر آتا
ہے۔ شاعری کی تاریخ کا کھوج لگاتے ہوئے ہم دیکھتے ہیں کہ بنیادی طور پر شاعری کاملاً
ایک زبانی ہیئت تھی جو بولنے والے سے سننے والے تک پہنچتی تھی جو آگے کئی دوسروں کو
سناتا تھا۔ ہم اپنی علاقائی زبانوں کے ادب میں بھی یہی روایت دیکھتے ہیں۔

جیسے ہی ہم شاعری پڑھتے ہیں، صوتی وسائل جیسا کہ وزن، قافیہ، تجنیس،
شدت، سریلا پن، آہنگ، بے ربطی وغیرہ ہمارے ذہن میں موسیقی پیدا کرتے ہیں جو بعض
اوقات ہم آہنگ اور بعض اوقات بے ہنگم ہوتی ہے۔ یہی 'ذہنی نغمگی' نظم کے موضوع اور
خیال کو تقویت دینے میں مددگار ہوتی ہے۔ صوتی اہمیت کے ساتھ ساتھ، شاعری دوسری
اصناف سے اپنی چست ہیئت کی وجہ سے بھی ممتاز ہے۔ ڈراموں اور افسانوں کے مصنفین

Scanned by CamScanner

بھی مجازی زبان، امیجز، تشبیہات، استعارے اور علامتیں استعمال کرتے ہیں۔ لیکن شاعر ان وسائل کا استعمال زیادہ کثرت سے کرتے ہیں کیونکہ انہیں الفاظ کے ایک کم سے کم ورک میں رہ کر محسوسات، تجربات، خوشیوں اور غموں کو بیان کرنا ہوتا ہے۔ اس لیے شاعری میں زبان کی پیچیدگی اور اس میں موجود آہنگ ہی وہ امتیازات ہیں جن کو دیکھنا ضروری ہے۔

لکھنا پڑھنا سیکھنے سے بہت پہلے انسانوں نے شاعری کی، سمجھی اور اسے فہم خیال کیا۔ تاریخی واقعات، قدرتی آفات کا ذکر اور ڈرامائی پیش گوئیاں نغمہ نگاروں، درباری شاعروں اور مغنیوں کے اشعار کی شکل میں یاد رکھی اور آراستہ کی جاتی تھیں۔ انہی لوگوں نے گیت ایجاد کیے جن میں محبت کرنے والوں کے شکوے شکایت، ممنوع رومانی تعلقات اور خاندانی عداوتوں سے ابھرنے والے عالمگیر جذبات کو سمویا۔

ابتدائی شاعروں کا کلام پڑھا اور گایا جاتا تھا۔ سامعین مجمع کی شکل میں اکٹھے ہوتے اور سنتے۔ شاعری کا قدیم داخلی ماحول نظم کی آواز اور اس کے معنی کے درمیان رابطے کی اہمیت کو سامنے لاتا ہے۔ شاعری کی خصوصیات اس کی صوتی کیفیت، وزن، اور اس کی زبان میں جو اسے نثر سے ممیز کرتی ہیں۔ جب شاعری کو پڑھا جائے تو صوتی اثرات کو اجاگر کرنا ضروری ہے کیونکہ اس سے پڑھنے والے کو یہ سمجھانے میں مدد ملتی ہے کہ ایک مصرعے سے دوسرے مصرعے تک بغیر رکے آواز اور معنی کا چلتے جانا کس طرح معنی میں اضافے کا باعث ہوتا ہے (انگریزی تنقید کی اصطلاح میں اسے enjambment کہتے ہیں)۔ شاعری اس مفروضے پر انحصار کرتے ہوئے کام کرتی ہے کہ قطع نظر نظم کے لغوی معنی کے، موسیقی کی طرح صوتی اثرات کے اپنے 'معنی' ہوتے ہیں۔

پڑھنے والوں کو شاعری میں لفظوں کی پیش کش میں اکثر لسانی انحرافات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ نیچے دی گئی مثال W.H.Auden کی نظم "Unknown Citizen" سے لی گئی ہے:

Scanned by CamScanner

Except for the war till the day he retired

He worked in a factory and never got fired.

شاعر مصرعے کے اجزاء کی ترتیب بدل کر قاری کی توجہ دو باتوں کی طرف دلانا چاہتا ہے۔ اول، اس نامعلوم شہری کی طویل اور کسی غیر معمولی واقعے سے خالی عملی زندگی (اس کی ریٹائرمنٹ تک) اور دوم اس کی مستقل مزاجی، قابل اعتبار ہونا (شاید مکمل اطاعت شعاری، تصورات کا نہ ہونا) کی وجہ سے اسے نوکری سے نہ نکالا گیا۔ اجزاء کی ترتیب میں تبدیلی "retired" اور "fired" کا قافیہ بھی مہیا کرتی ہے جو اس شہری کی عملی زندگی کی طوالت کی شدت ظاہر کرنے کو صوتی تقویت دیتا ہے۔

ساخت کے لحاظ سے شاعری فنونِ لطیفہ کی ایک سنائی جانے والی ہیئت تھی۔ لیکن چند صدیوں سے تحریری ہیئت بن گئی ہے اور اس طرح آج یہ دوسری زبان سیکھنے والوں کے سامنے پیش کی جاتی ہے۔ جس طرح سے نظم کاغذ پر دکھائی دیتی ہے اور یہ جس ترتیب سے کاغذ پر لکھی جاتی ہے وہ اس کے مجموعی تاثر کا بڑھاتی ہے۔ مثال کے طور پر نظم "The Housewife" جو Michael Nash کے ایک شاگرد کی لکھی ہوئی ہے، دائرے کی شکل میں لکھی گئی ہے اور اس کا عنوان "The Housewife" مرکز میں لکھا گیا ہے۔ یہ ایک خاتون خانہ کے یکسانیت زدہ معمول کو ظاہر کرتا ہے۔ کوئی آدمی اسے پڑھنے سے پہلے ہی اس کے مرکزی خیال کو جان سکتا ہے۔

یہاں مقالہ نگار شاعری کی ہیئتوں اور اقسام پر بات کرنا مناسب سمجھتا ہے۔ مختلف ہیئتوں سے آگاہی قاری کو یہ سمجھنے میں مدد دیتی ہے کہ شاعر شاعری کرتے ہوئے مختلف ہیئتیں اور اقسام کیوں استعمال کرتے ہیں اور یہ کہ خیال کس طرح اپنی ہیئت کو ساتھ لاتا ہے اور کلام کے معنی میں کس طرح اضافہ کرتا ہے۔

<u>پابند ہیئت:</u> شاعری کی کئی روایتی ہیئتوں میں مصرعے اور بند بنے بنائے سانچوں کے

Scanned by CamScanner

مطابق ترتیب دیے جاتے ہیں۔ جاپانی صنف ہائیکو اس کی ایک مثال ہے۔ اصل جاپانی ہائیکو سترہ ارکان پر مشتمل ہوتی ہے جو عموماً تین مصرعوں میں منقسم ہوتے ہیں۔ ایذرا پاؤنڈ کی ایک ہائیکو درج ذیل ہے:

In A Station Of The Metro

The apparition of these faces in the crowd

Petals on a wet, black bough.

روایتی شعری ہیئتوں کی دیگر مثالوں میں اوڈ (Ode) اور سانیٹ (Sonnet) شامل ہیں۔

آزاد ہیئت: صدیوں تک شاعری کی پابند ہیئتیں شاعری کے ورثے کا حصہ سمجھی جاتی رہیں۔ ہر کلچر اور زبان میں شاعر مصرعوں، بندوں اور بحروں حتیٰ کہ اکثر اوقات قافیوں کی ترتیب تک کی پابندی کیا کرتے تھے۔ تاہم انیسویں صدی کے شاعروں نے تجربات کا آغاز کیا اور روایتی شعری ہیئتوں کی بنائی ہوئی حدبندیوں کے خلاف مزاحمت شروع کی۔ ان شاعروں نے اپنی نظموں کے مصرعوں اور بندوں کی طوالت خود مقرر کی۔ انہوں نے غیر مانوس اوزان اور قافیے استعمال کیے اور اکثر اوقات اوزان کی پابندی سے ماورا بھی ہو گئے۔ شاعری کی آزاد ہیئت کی اچھی مثال e.e.cummings کا کلام ہے۔

Anyone lived in a pretty how town (with up so floating

many bells down) spring summer autumn winter

ایسی نظم کو پڑھتے ہوئے قاری کئی لسانی سوالات اٹھا سکتا ہے۔ جیسے شاعر نے روایتی ہیئت استعمال کیوں نہیں کی؟ نظم کے معنی میں کیا تبدیلی واقع ہو جاتی اگر یہی امیجز اور خیالات ایک محتاط طور پر قافیہ بند سانیٹ کی شکل میں لکھے جاتے۔ مصرعوں کا ایک غیر مقفیٰ سلسلہ جو انوکھے انداز سے مرتب کیا گیا ہے، نظم کے معنی کس طرح مقرر کرتا ہے۔

Scanned by CamScanner

7.1۔ شاعری کی اقسام:

شاعری کی اقسام کے متعلق بات کرنے سے مقالہ نگار کا مقصود یہ ہے کہ پڑھنے والوں کو اس حقیقت سے آگاہ کیا جائے کہ شاعر بات کو بہتر اسلوب میں بیان کرنے کے لیے شاعری کی مختلف ہیئتوں کا استعمال کرتے ہیں۔ اگر قارئین شاعری کی ہر قسم کے امتیازی اوصاف سے واقف ہوں تو وہ اشاروں میں بیان کیا گیا مطلب سمجھنے کے قابل ہو سکیں گے۔ اس وضاحت کا مقصد یہ ہے کہ پڑھنے والے کو استاد کی مدد سے آزاد کرنے کی کوشش کی جائے تاکہ وہ ادب پاروں کو اپنے ذاتی نقطہ نظر سے جانچ سکیں۔ (انگریزی) شاعری کو دو بڑی اقسام میں تقسیم کیا جا سکتا ہے، بیانیہ اور لِرک۔ بیانیہ نظمیں کہانیاں بیان کرتی ہیں۔ وہ کسی ایک مرکزی کردار یا دو بنیادی کرداروں کی زندگی کے اہم واقعات کو پیش کرتی ہیں۔ لِرک نظمیں ایک ہی کردار (متکلم) کے جذبات و احساسات کا اظہار کرتی ہیں۔ بیانیہ نظموں کی مثالوں میں طویل رزمیہ جیسا کہ ملٹن کی "Paradise Lost" وغیرہ شامل ہیں۔ زیادہ تر بیانیہ نظموں میں تحرک اور کش مکش پر زور دیا گیا ہوتا ہے۔ ان میں مرکزِ توجہ کوئی اخلاقی بہتری یا کوئی مشکل فیصلہ ہوتے ہیں۔

لِرک کی شاعری:

لِرک (Lyric) کا لفظ یونانی آلۂ موسیقی "lyre" سے آیا ہے جو گائی جانے والی شاعری کی سنگت کے لیے استعمال ہوتا تھا۔ لِرک کسی داخلی عمل کو بھی بیان کر سکتی ہے لیکن عام طور پر یہ داخلی ردِعمل، بصیرت اور تاثرات کو بیان کرتی ہے۔ لِرک کئی ہیئتوں میں لکھی جاتی ہے۔ اطالوی یا Petrarchan سانیٹ دو حصوں میں منقسم ہوتی ہے۔ پہلا بند مثمن (آٹھ مصرعے) کا جس میں قافیوں کی ترتیب "abbaabba" ہوتی ہے اور دوسرا بند مسدس (چھے مصرعے) کا جس میں قافیوں کی ترتیب "cdecde" (یا کچھ تبدیلی کے ساتھ) ہوتی ہے۔ پہلے بند میں عموماً ایک خیال یا امیج ظاہر ہوتا ہے اور دوسرے بند میں

Scanned by CamScanner

اس امیج یا خیال پر تبصرہ کیا جاتا ہے۔ اطالوی سانیٹ کے برعکس ہمارے پاس انگریزی (یا شیکسپیئر کی) سانیٹ موجود ہے۔ اس میں تین مربع (چار مصرعے) بند ہیں اور آخر پر ایک شعر (دو مصرعے) ہے۔ اس کے قافیوں کی ترتیب "abab cdcd efef gg" ہے۔ پہلے تینوں بندوں میں عموماً امیج یا خیال پیش کر کے آخری شعر میں اس پر رائے دی جاتی ہے۔

آزاد ہیئت: لِرک کسی مخصوص سانچے یا ساخت کی پابندی نہیں کرتی۔

7.2۔ شاعری پڑھنے اور پڑھانے کے رہنما اصول

درج ذیل نکات شاعری پڑھنے، اس پر غور کرنے اور شاعری کرنے کے لیے رہنمائی کا کام دے سکتے ہیں۔ اگرچہ ہر اصول ہر نظم پر لاگو نہیں ہوتا لیکن یہ نظم کو زیادہ گہرائی کے ساتھ پڑھنے اور زیادہ بھرپور انداز میں محسوس کرنے میں مددگار ہو سکتے ہیں۔

1۔ نظم کو خاموشی کے ساتھ خود کو سنایئے اور اس کے بعد اس کے معنی پر غور کیجیے۔ پھر اس کو بآواز بلند دو یا تین لوگوں کے سامنے کئی بار پڑھیے۔ نظم کو دو یا تین بار پڑھیے اور پھر مختلف لہجے میں مختلف مصرعوں اور الفاظ پر زور دیجیے۔ پھر سننے والوں سے گفتگو کیجیے کہ کس طرح لہجہ بدلنے سے اور مختلف لفظوں پر زور بدلنے سے نظم کے معنی میں کیا تبدیلی آئی ہے۔

2۔ نظم کے متکلم کا ایک تعارفی خاکہ بنایئے۔ آپ کے خیال میں متکلم کی خصوصیات کیا ہیں؟ ان خصوصیات کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ نظم سے وہ مخصوص تفصیلات نکال کر دکھایئے جو آپ کے جائزے کی تائید میں ہوں۔

3۔ ایک نظم پر غور کیجیے جس میں متکلم کسی آدمی کو خطاب کرتا ہے۔ پھر یہ تصور کرنے کی کوشش کیجیے کہ اس آدمی کا ردِعمل نظم کے بارے میں کیا ہوگا۔

4۔ ایک ہی موضوع کو بیان کرنے والی دو یا تین نظموں پر غور کیجیے۔ مثال کے طور پر شیکسپیئر کی "All the World's a Stage" اور سر والٹر رالیف (Sir

Scanned by CamScanner

یا کوئی اردو نظم جس "What is this Life" کی Walter Raleigh)
میں دنیا کو سٹیج یا زندگی کو سٹیج ڈراما کہا گیا ہو۔ پھر ان نظموں میں موجود نمایاں
تضادات اور مشابہتوں کا موازنہ کیجیے۔

5- کوئی نظم تلاش کیجیے جس میں ایسے مجازی وسائل (Figures of speech)
(تشبیہ، استعارہ، تجسیم وغیرہ) موجود ہوں جو حیرت، الجھاؤ اور اثر پیدا کرنے
والے ہوں اور ان پر اپنے ردِعمل کی وضاحت کیجیے۔

اگر آپ کسی مخصوص تشبیہ یا استعارے کے متعلق لکھتے ہیں تو ان معنی کی وضاحت
کیجیے جو وہ بیان کرتے ہیں اور ان جذبات کی توضیح کیجیے جو ان سے ابھرتے
ہیں۔

مقالہ نگار نے جان ڈن (John Donne) کی نظموں میں ہمیشہ تشبیہوں اور
استعاروں کو حیرت اور اثر پیدا کرنے والا پایا ہے۔ اسی طرح اوون (Owen)
کی نظموں میں پیکر تراشی بہت مؤثر ہے اور اس سے ذہن میں بننے والا امیج
بہت خوبصورت ہوتا ہے۔

"There was a whispering in my hearty, A sigh of the coal
Grown wistful of former earth it might recall.

ان دو مصرعوں میں سرگوشی (Whispering)، آہ (sigh)، حسرت زدہ
(wistful) اور واپس بلانا (recall) یہ سب کچھ انسانی خصوصیات ہیں جو
کوئلے کو انسانی خصائص بخشتی ہیں۔ جس سے نہ صرف یہ کہ امیجز میں بہتری
پیدا ہوتی ہے بلکہ قاری کو ان پر غور کرنے اور مزید گہرائی میں سوچنے کی تحریک
ملتی ہے کہ ایک شے کو انسانی خصوصیات کا حامل کیوں دکھایا گیا ہے۔ ان
پہلوؤں سے متعلق سوالات طلبہ کے سامنے رکھے جا سکتے ہیں۔

Scanned by CamScanner

6۔ ایک نظم کا مطالعہ کیجیے جس کے عنوان نے آپ کو متوجہ کیا۔ اس نظم اور اس کے عنوان میں موجود تعلق پر بحث کیجیے۔ کیا آپ اس تعلق کو دیکھ کر مایوس، حیرت زدہ یا خوش ہوئے۔ وضاحت کیجیے کہ آپ کی توقعات کیسے اور کس وجہ سے پوری ہوئیں، پوری نہ ہوئیں یا نتیجہ آپ کی توقع سے بڑھ کر رہا۔

7۔ کسی نظم کا آخری بند یا مصرع لیجیے اور پھر نظم کے لیے کوئی دوسرا اختتام تجویز کیجیے۔ اس تبدیلی کی وجوہات بیان کیجیے۔

8۔ ایک نظم پڑھیے جو کسی کردار، مقام، عمل، کشمکش یا فیصلے کے بارے میں ہو جس کا تعلق کسی طرح کسی شخص سے ہو۔ مثال کے طور پر رابرٹ فراسٹ (Robert Frost) کی نظم "The Road Not Taken"۔ پھر دیکھیے کہ یہ آپ کی زندگی سے کیا تعلق رکھتی ہے۔ اپنے تجربے کا نظم میں بیان کیے گئے تجربے سے موازنہ کیجیے۔

9۔ اعلیٰ تعلیمی سطح کے طالب علموں سے کہا جا سکتا ہے کہ وہ مختلف شعراء کے کلام پڑھیں اور اس شاعر کا انتخاب کریں جسے انہوں نے سب سے زیادہ پسند کیا اور جس کے متعلق وہ مزید جاننا چاہتے ہیں۔ پھر اس شاعر کی سوانحی معلومات کے ساتھ ساتھ اس کی مزید شاعری پڑھیں۔ پھر شاعر کی زندگی کے کسی ایسے پہلو کے متعلق لکھیں جس نے انہیں سب سے زیادہ مسحور کیا۔ شاعری اور اس کی قرأت کے طریقوں کے اس اجمالی تعارف کے بعد مقالہ نگار ادب کی ایک اور نہایت اہم صنف ڈراما کی طرف آتا ہے۔

8۔ ڈرامے کا تعارف:

قدیم یونان کے ادوار سے لوگوں نے ڈراما بنایا، دیکھا اور اس میں حصہ لیا۔ ڈراما تماشائیوں کے سامنے حقیقی یا فرضی واقعات و جذبات کو پیش کرتا ہے۔ ڈراما ایک بصری

Scanned by CamScanner

ہے۔ یہ ذہن میں تصویریں بناتا ہے۔ یہ تصویریں اداکاروں اور مصنفوں کے الفاظ
کے ساتھ مل کر مطلوبہ جذبات پیدا کرتی ہیں اور ڈرامے کے موضوع اور خیال کا اظہار کرتی
ہیں۔

8.1۔ ڈرامے کی روایتی ہیئتیں:

اس حقیقت کے باوجود کہ جدید ڈراما نگار روایتی ڈرامے کے عناصر کا رد و قبول
کرتے ہیں، ڈرامے کی قدیم ہیئتیں اب بھی سٹیج ہوتی ہیں اور لوگ ان سے محظوظ ہوتے
ہیں۔

یونانی ڈراما: یونانی ڈرامے کی تاریخ کی تلاش میں کہا جا سکتا ہے کہ یونانی ڈراما نگاروں
کے درمیان باقاعدہ مقابلہ تقریباً 530 ق م میں شروع ہوا۔ یہ مقابلے صدیوں تک جاری
رہے جو ہمیشہ God of Wine Dionysus جو زندگی دینے والی طاقت کی علامت
ہے، کی نذر کی جانے والی مذہبی تقریبات سے وابستہ ہوتے تھے۔ یہ ڈرامے باہر، بڑے
اور کھلے، نصف دائروی ایمفی تھیٹرز (amphitheatres) میں کھیلے جاتے جن میں
15,000 آدمیوں کے بیٹھنے کی گنجائش ہوتی۔ تماشائی یونانی ڈرامے کے اجزاء کی سمجھ بوجھ
رکھتے تھے۔ مثال کے طور پر کورس (Chorus) عوام کی آواز کا ترجمان ہوتا تھا اور لوگ
ایمفی تھیٹر کے نیچے کی طرف موجود ایک دائروی حصے میں گاتے اور رقص کرتے تھے۔
آرکسٹرا کے پیچھے ایک اونچے سٹیج پر اپنے کردار کے مطابق ماسک پہنے ہوئے اداکار اونچی
آواز میں بول کر اپنے کردار ادا کرتے تھے۔ یونانی تھیٹر میں سیٹ بہت تفصیلی نہیں
تھے۔لیکن ان کے پاس سٹیج کا ایک غیر معمولی آلہ تھا جسے deus ex machina
(مشینی دیوتا) کہتے تھے۔ اس کے ذریعے اداکار بلندی سے سٹیج پر اپنے کردار ادا کرنے
کے لیے یہ کہہ کر اتارے جاتے تھے کہ دیوتا انسانوں کو سزا یا انعام کے طور پر ایسا کر رہے

Scanned by CamScanner

یونانی ڈرامے کے مناظر کورس کی شکل میں رقص اور نغمے کے ساتھ ختم ہوتے جن میں بعض اوقات منظر پر تبصرہ بھی ہوتا۔ جیسے ہی کورس گایا جا چکتا ان کے تبصرے کا ایک حصہ مکمل ہوتا اور وہ سٹیج پر دائیں سے بائیں آ جاتے۔ جیسے ہی وہ دوسرا حصہ گاتے تو پھر دائیں طرف آ جاتے۔

یونانی ڈرامے شیکسپیئر کے پانچ ایکٹ کے ڈراموں، یا جدید تین ایکٹ کے ڈراموں کی نسبت مختصر تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ان میں سے اکثر ڈرامے اساطیر اور روایتی قصوں پر مشتمل تھے اور تماشائی ان سے مانوس تھے۔ مصنف کو پس منظر بیان کی ضرورت نہیں تھی۔ زیادہ تر یونانی ڈرامے ڈیڑھ گھنٹے میں کھیلے جا سکتے ہیں۔ یونانی المیہ ڈراموں کی ایک مثال سوفوکلیس (Sophocles) کا Oedipus Rex ہے۔ یونانی ڈرامے کی روایت سے آگاہی کے لیے طلبہ کو سوفوکلیس کا ڈراما پڑھنا چاہیے یا اسے کھیلتے ہوئے دیکھنا چاہیے۔

<u>ایلزبتھ کے دور کا ڈراما:</u> ولیم شیکسپیئر کے ڈرامے انگلستان کی ملکہ الزبتھ اول (1558ء- 1603ء) کے دور کے ڈراموں کی مثالیں ہیں۔ شیکسپیئر نے المیہ، طربیہ اور تاریخی ڈرامے لکھے۔ وہ بادشاہوں، ملکاؤں اور اعلیٰ طبقے کے کرداروں کے افعال و اعمال پیش کرتا ہے اور ساتھ ہی ان کے معاشقے اور سازشیں بھی کیونکہ یہ بھی ان کی زندگیوں کا حصہ ہیں۔

الزبتھ کے دور کے ڈراما نگاروں نے یونانی روایت کی پیروی کی اور خواتین اداکاروں کو سٹیج سے باہر کر دیا۔ نوجوان خوبصورت لڑکے نوجوان ہیروئنوں کے کردار ادا کرتے اور بڑی عمر کی خواتین کے کردار مرد اداکار کرتے۔ الزبتھ دور کے ابتدائی ڈرامے makeshift مقامات پر کھیلے جاتے جیسا کہ سرائے کا صحن یا عمارتوں کے درمیان کی خالی جگہ یا درباری سرائے جو کہ لندن لاء کالج تھا۔ جب تھیٹر بنے تو یہ عموماً ہشت پہلو

ے اندر سے یہ دائرے کی شکل کے تھے۔ تماشائی اونچے سٹیج کے دونوں طرف اور سامنے بیٹھ جاتے۔ یونانی سٹیج کی طرح سٹیج سیٹ بہت سادہ اور مختصر تھا سوائے اس لکڑی اور مشینری کے جس کے ذریعے اداکار ماورائے فطرت قوتوں کے نمائندوں کی حیثیت سے سٹیج پر اترتے تھے۔ یونانی تھیٹر کے برعکس الزبتھ کے دور کے تھیٹر میں ایک دوسرے درجے کی بالکونی بھی تھی۔ سٹیج پر داخلے اور باہر جانے کے گیٹ تھے۔ ایک پردے والی محراب تھی۔ سٹیج کے فرش میں ایک مخفی دروازہ بھی تھا جس سے بھوتوں اور روحوں کا اچانک داخلہ ممکن ہوتا۔ الزبتھ کے دور کے تماشائی جن میں اَن پڑھ سے لے کر اعلیٰ تعلیم یافتہ شرفاء تک شامل تھے، ڈراما نگاروں کے لیے ایک چیلنج تھے۔ کامیاب ڈراموں میں عموماً ایکشن، مزاح، صدمہ، فلسفیانہ بصیرت اور جذبات ابھارنے والی شاعری کا امتزاج ہوتا تھا۔ اس طرح کے ڈرامے کی ایک مثال Hamlet ہے۔

9۔ ڈرامے کی جدید ہیئتیں:

الزبتھ کے دور میں ڈرامے کی کامیابی کو دیکھتے ہوئے خصوصاً انگلستان اور فرانس کے ڈراما نگاروں نے المیہ اور طربیہ ڈراموں پر خصوصی توجہ دی۔ اٹھارویں اور انیسویں صدی کے ان ڈراما نگاروں نے معاشرتی برائیوں پر اپنے مزاحیہ ڈراموں میں مسلسل طنز کی اور رومانی تعلقات اور ان سے وابستہ پریشانیوں کی تصویر کشی کی۔ اس دوران امریکی ڈراما نگاروں نے میلو ڈراما کی روایت ڈالی جن میں رسمی انداز کے ولن اور ہیرو تھے جو خیر اور شر کی انتہاؤں کی علامت تھے۔

<u>حقیقی ڈراما:</u> مصنوعی طربیہ اور مبالغہ آمیز میلو ڈراما کے ردِعمل کے طور پر انیسویں صدی کے اواخر اور بیسویں صدی کے اوائل کے ڈراما نگاروں نے ایک نئی ہیئت حقیقی ڈراما ایجاد کی۔ ان ڈراما نگاروں نے ایسے موضوعات پر لکھا جو روزمرہ زندگی سے متعلق تھے۔ بحران، کش مکش اور جذباتی ردِعمل جن کا تعلق عام آدمیوں سے تھا۔ حقیقی ڈرامے کے سٹیج کے فرش

Scanned by CamScanner

سے بھوت نکل کر مسائل پیدا نہیں کرتے تھے اور نہ ہی ان مسائل کو حل کرنے کے لیے دیوتا اترتے تھے۔ اس کی بجائے کرداروں کو پیش آنے والے مسائل واقعات کا منطقی نتیجہ معلوم ہوتے تھے اور فیصلے ایسے تھے جو تماشائیوں کی اکثریت کی سمجھ میں آنے والے تھے۔

حقیقی ڈراموں کے تھیٹر میں آڑ (prop) بنانے کا رواج ڈرامے کی پہلی ہیئتوں سے زیادہ اہمیت کا حامل ہے کیونکہ ڈراما نگار حقیقی زندگی کا عکس دکھانا چاہتے تھے۔ اکثر سٹیج ایک کمرے کی طرح ہوتا جس کی ایک دیوار غائب کر دی جاتی۔ تماشائیوں کو دعوت دی جاتی کہ وہ آکر عام لوگوں کو دیکھیں جو بلند، آرائشی اور شستہ زبان کی بجائے عام زبان میں گفتگو کرتے ہیں اور ازلی و دائمی سچائیوں، عظیم حقیقتوں کی بجائے عام دنیاوی مشاہدات کرتے ہیں۔ حقیقی ڈرامے کی ایک اچھی مثال اِبسن (Ibsen) کا "A Doll's House" ہے۔

<u>لایعنیت کا تھیٹر:</u> بیسویں صدی کے نصف آخر میں بہت سے ڈراما نگاروں نے حقیقی ڈرامے کو رد کرتے ہوئے ایک نئی ہیئت اختراع کی جو لایعنیت کے ڈرامے کی تھی۔ ان ڈراما نگاروں نے حقیقی ڈرامے کی روایتوں سے اپنی راہ الگ کر لی۔ منطقی ترتیب رکھنے والے واقعات کی بجائے لایعنیت کے ڈرامے نے ایسے اعمال کو پیش کیا جن کی سمت نامعلوم تھی۔ کرداروں کے مقاصد یا تو ایک دوسرے کے برعکس تھے یا تھے ہی نہیں۔ مکالمے اور تقریریں بے جوڑ انداز میں اِدھر اُدھر بکھری ہوئی تھیں۔ لایعنیت کا ڈراما کوئی ایک مرکزی خیال بیان نہیں کرتا۔ اس کی بجائے وہ تماشائیوں کو اس دنیا، جس میں ہم رہتے ہیں، کے بارے میں سوال اٹھانے کی دعوت دیتا ہے۔ لایعنیت کے ڈرامے کے بارے میں مزید جاننے کے لیے پڑھنے والوں کو سیموئیل بیکٹ (Samuel Beckett) کا "Waiting for Godot" یا ہیرالڈ پنٹر (Harold pinter) کا "The Caretaker" پڑھنے کا مشورہ دیا جاتا ہے۔

Scanned by CamScanner

۹.۱۔ ڈرامے کی اقسام:

عموماً ڈرامے کو دو اقسام میں بانٹا جا سکتا ہے، المیہ جو زندگی کے دکھوں اور سنجیدہ مسائل کو توجہ کا مرکز بناتا ہے اور طربیہ جو مزاحیہ پہلوؤں سے غرض رکھتا ہے۔

المیہ: روایتی طور پر المیہ ڈرامے شاہی خاندان کے افراد اور بہت باعزت عہدے داروں کی زندگی کے بارے میں ہوتا تھا۔ جیسے ڈراما آگے بڑھتا ہے، ان کرداروں کی قسمت اچھی سے بُری میں تبدیل ہوتی جاتی ہے۔ مثال کے طور پر شیکسپیئر کے ڈرامے "King Lear" میں اسی نام کے کردار کے ساتھ یہی کچھ ہوتا ہے۔ معاشرے میں اعلیٰ مقام پانے کے بعد المیے کا ہیرو اِن وجوہات میں سے کسی ایک کی بنا پر تنزل سے دوچار ہوتا ہے: قسمت یا ایسے حالات جو کردار کے اختیار سے باہر ہیں یا کوئی غلط فیصلہ۔ المیہ کے ہیرو کے تنزل یا مصیبت زدگی کو دیکھ کر تماشائیوں کے رحم اور خوف کے جذبات کو تحریک ملتی ہے۔ المیہ کے ہیرو کو آہستہ آہستہ تباہی کی طرف جاتے دیکھنے سے یا ڈرامے کے اختتام کو دیکھ کر تماشائیوں کا اپنا کتھارسس ہوتا ہے۔ یعنی ڈرامے کی وجہ سے پیدا ہونے والے تناؤ کے خاتمے پر گہرے سکون کا احساس اور یہ احساس کے ڈرامے سے محض تفریح کے ساتھ ساتھ کچھ اور بھی حاصل ہوا ہے۔

جدید المیہ روایتی المیہ ڈرامے کے اصولوں کی سخت پابندی ہمیشہ نہیں کرتا۔ مرکزی کردار کوئی عام آدمی ہو سکتا ہے جیسا کہ "A Doll's House" میں Nora کا کردار۔ مزید برآں جدید المیہ ضروری نہیں کہ مرکزی کردار کی طبعی موت پر ختم ہو بلکہ اس کی بجائے یہ زندگی کے کسی ایک پہلو کا خاتمہ بھی ہو سکتا ہے۔ "A Doll's House" جدید المیہ ڈرامے اور جدید المیہ کرداروں کی صحیح تصویر پیش کرتا ہے۔

طربیہ: روایتی المیہ ڈرامے کے برعکس، جو شرفا اور اعلیٰ طبقے کے کرداروں کی طرف متوجہ رہتا ہے، طربیہ ڈراما عام آدمی کی زندگی سے تعلق رکھتا ہے۔ المیہ کے کرداروں کی طرح یہ

Scanned by CamScanner

لوگ بھی آویزشوں، مشکلات اور بحرانوں کا شکار ہوتے ہیں۔ تاہم کرداروں کو پیش آنے والے مسائل زیادہ گھمبیر نہیں ہوتے اور ان سے خوش مزاجی سے نمٹا جاتا ہے۔

طربیہ ڈراموں میں پلاٹ مختلف طرح کے ہوتے ہیں اور ان کے بنانے کے کئی ذرائع ہیں۔ طنزیہ طربیہ ڈراما انسانوں کی خامیوں اور کمزوریوں کو ظاہر کرتا ہے اور ہمیں مبالغہ آمیز کرداروں اور اپنے طور طریقوں اور حماقتوں پر ہنسنے کا موقع فراہم کرتا ہے۔ طنزیہ طربیہ ڈراما عموماً ہلکا پھلکا اور حاضر جوابی پر مبنی ہوتا ہے، پھر بھی اس کا مزاح اکثر طنزیہ انداز کا ہوتا ہے۔ کرداروں کی خودغرضی اور خودفریبی پر ہنسنے کے ساتھ ساتھ ہمیں خود اپنے اور اپنے گرد کے لوگوں کے رویوں پر ہنسنے کا موقع بھی ملتا ہے۔ طنزیہ مزاح کی بنیاد گفتگو اور حرکتیں، دونوں ہوتے ہیں۔ ڈراما نگار چبھتے ہوئے الفاظ اور کاٹ دار جملوں کے ساتھ ساتھ ہاتھا پائی وغیرہ بھی ڈراموں میں شامل کرتے ہیں تاکہ تماشائیوں کی ہنسی کو بیدار کیا جا سکے۔

تاہم رومانی طربیہ ڈرامے میں شناخت کی غلطیوں اور غیرمتوقع انکشافات کے ساتھ ساتھ مصنوعی غصے سے سٹیج پر دوڑنے، نقلی لڑائیوں اور دوسری جسمانی حرکتوں سے آہستہ آہستہ اور مسلسل مزاح ابھارا جاتا ہے۔ رومانی طربیہ میں انسانی رویوں کو سزا دینے یا بہتر بنانے کا مقصد نہیں ہوتا بلکہ خودشناسی کی ایک ہلکی سی ہنسی کو دعوت دینا ہوتا ہے۔ رومانی طربیہ تماشائیوں کو کوئی سبق سکھانے کی بجائے انہیں خوش کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اسی طرح کا ایک طربیہ ڈراما شیکسپیئر کا "As You Like It" ہے۔

طربیہ ڈراما المیہ سے بہت بڑے فرق رکھتا ہے۔ المیہ مرکزی کردار کے تنزل کی طرف سفر کرتا ہے جبکہ طربیہ مرکزی کردار کی قسمت سنوارنے کی طرف جاتا ہے۔ المیہ عموماً موت پر اور اس طرح ضابطوں کی بحالی پر ختم ہوتا ہے جبکہ طربیہ کا انجام، اکثر مرکزی کرداروں اور ضمنی کرداروں کی شادی کے ذریعے، مصالحت پر ہوتا ہے۔

Scanned by CamScanner

المیہ مزاحیہ ڈراما (Tregicomedy): جدید ڈراما المیہ اور طربیہ دونوں عناصر کا امتزاج ہوتا ہے۔ المیہ طربیہ کئی شکلیں بدلتا ہے۔ بعض اوقات، جیسا کہ ڈراما "Trifles" میں، بنیادی توجہ المیے پر ہوتی ہے۔ ایک عورت اپنے خاوند کو قتل کر دیتی ہے---لیکن منڈلاتے ہوئے شیرف اور اس کے مرد ساتھیوں سے مزاح پیدا کیا گیا ہے جو ان دو عورتوں کا مذاق اڑاتے ہیں جو اس کیس کو حل کرنے میں کامیاب ہو جاتی ہیں جس نے تمام مَردوں کو چکرا دیا تھا۔ المیہ طربیہ میں بعض اوقات مزاح ڈرامے پر چھایا ہوا ملتا ہے جس میں سنجیدگی کی ایک زیریں لہر موجود ہوتی ہے کیونکہ مزاحیہ باتوں اور حرکتوں کے پیچھے سنجیدہ موضوعات موجود ہوتے ہیں۔ اس کی ایک مثال فائرسٹین (Fierstein) کا "On Tidy Endings" ہے جو کرداروں کے درمیان مزاحیہ جملوں کے تبادلوں سے بھرا ہوا ہے لیکن اس کے زیرِ سطح موضوع نقصان اور موت کا ہے۔

ڈرامے کو زیادہ دلچسپ اور بامعنی طریقے سے پڑھانے کے لیے کچھ تجاویز درج ذیل ہیں جو شاید اساتذہ اور پھر طلبہ کے لیے مفید ثابت ہو سکیں:

1۔ طلبہ سے کہا جا سکتا ہے کہ وہ ڈرامے کا کوئی ایسا منظر یا حصہ تلاش کریں جو عجیب، حیران کُن، الجھانے والا، زوردار اور تحریک دینے والا ہو۔ پھر اس کا خلاصہ لکھیں اور اس پر اپنی رائے دیں۔

2۔ ڈرامے میں دو کرداروں کی بنیادی خصوصیات کا موازنہ کریں۔ اس بات کی وضاحت کریں کہ آپ نے ان کے تضادات اور مشابہتوں کا کیوں اہم سمجھا۔

3۔ ڈرامے کا پہلا ایکٹ یا منظر پڑھنے کے بعد ڈرامے کے کسی مرکزی کردار کے متعلق اپنی ابتدائی رائے بیان کیجیے۔ اس کے بعد پورا ڈراما ختم کر چکنے کے بعد پھر اپنی رائے کی وضاحت کیجیے۔ ڈرامے کے واقعات، افعال اور مکالموں کا تجزیہ کر کے بتائیے کہ انہوں نے آپ کی پہلی رائے کی تائید کی یا اسے بدلنے

Scanned by CamScanner

کا باعث بنے۔

4۔ ان تمام آویزشوں کی فہرست بنائیے جو آپ کو ڈرامے میں نظر آتی ہیں چاہے وہ مرکزی کرداروں کے تجربے میں آتی ہوں یا ضمنی کرداروں کے۔ پھر یہ دیکھیے کہ ان آویزشوں میں کس طرح تعلق پیدا کیا جا سکتا ہے۔ یہ کس طرح مشابہ ہیں؟ یہ کس طرح مختلف ہیں؟ کرداروں کا آویزشوں کو حل کرنا کس طرح ڈرامے کے حل میں اپنا کردار ادا کرتا ہے؟

5۔ ڈرامے کا کوئی منظر مختصر افسانے کی شکل میں دوبارہ لکھیے۔ کرداروں کے داخلی محسوسات اور خیالات اور وہ ماحول جس میں وقوعہ ہوتا ہے، ان سب کی تفصیلات لکھیے۔

6۔ کوئی براہ راست یا ریکارڈ شدہ ڈراما یا کسی ڈرامے پر مبنی کوئی فلم دیکھیے۔ اپنی اس وقت کی رائے جب آپ نے یہ ڈراما پڑھا اور اس وقت کی رائے جب آپ نے اسے سٹیج پر یا فلم میں دیکھا، دونوں کا موازنہ کیجیے۔ ان پہلوؤں پر غور کیجیے جو سٹیج یا فلم ڈائریکٹر نے بدلنے مناسب سمجھے۔ مثال کے طور پر کیا کوئی کردار ختم کیا گیا؟ شامل کیا گیا؟ کیا کچھ مناظر چھوڑ دیے گئے؟ ان فیصلوں کے اثرات کا تجزیہ کیجیے۔

7۔ کسی ڈرامے کے ابتدائی مکالمات کی تشریح کیجیے۔ ہر سطر کے اندر زبان کے استعمال پر غور کیجیے۔ اس مکالمے سے کیسا لب و لہجہ پیدا ہوتا ہے؟ یہ سطور ڈرامے کے موضوع اور اس میں آنے والی آویزشوں کے متعلق کیا توقعات پیدا کرتی ہیں؟

Scanned by CamScanner

8- کسی کردار کی مشکلات اور ان کے حل پر غور کیجیے۔ جس طریقے سے کردار اپنے مسئلے سے نپٹتا ہے، اس پر اپنی رائے دیجیے۔ اس کردار کے فیصلوں اور اعمال (یا فیصلہ یا عمل نہ کر سکنے) کا تجزیہ کرتے ہوئے اپنے تجربات و مشاہدات استعمال کیجیے۔

9- کسی ڈرامے کا ایک متبادل اختتام لکھیے یا ایک اضافی منظر جو اس ڈرامے کے موجودہ آخری منظر کے اختتام کے مناسب وقت کے بعد ظہور پذیر ہو۔ اس منظر کی تبدیلی کی وجہ سے ان کرداروں کے مستقبل کے بارے میں اپنی رائے کی وضاحت کیجیے۔ یہ وضاحت کرتے ہوئے ڈرامے میں موجود اس سے متعلق تفصیلات کا حوالہ دیجیے۔

10- ڈراما نگاری کے تاریخی پس منظر کا مطالعہ کیجیے، ڈراموں پر تبصرے یا ڈراموں کے تجزیے اور جائزے کے بارے میں مضامین پڑھیے۔ اپنے اس مطالعہ سے حاصل کردہ ایک یا دو نئی بصیرتوں کا انتخاب کیجیے اور ان کی وضاحت کیجیے۔ آپ کے ان حاصلات نے آپ کی ابتدائی ڈراما فہمی میں کیا اضافہ کیا؟

یہ اصنافِ ادب زیادہ تر افسانوی ادب سے تعلق رکھتی ہیں۔ تجاویز اور رہنما اصول بتائے گئے ہیں کہ کس طرح زبان کے حوالے سے ان ادب پاروں سے استفادہ کیا جاسکتا ہے؟ طلبہ کس طرح کلاس کی سرگرمیوں میں عملی حصہ لینے کے قابل ہو سکتے ہیں اور کس طرح وہ متن کو پڑھ سکتے ہیں اور اس پر اپنے نقطہ نظر کا اظہار کر سکتے ہیں، اور ادب کے بارے میں اپنی انفرادی اور ذاتی رائے دے سکتے ہیں۔

اس مقام پر مقالہ نگار نثر کی ایک اہم صنف ''مضمون'' (Essay) پر بات کرنا

Scanned by CamScanner

چاہتا ہے جو ملک کے اکثر اداروں کے ایم اے (انگریزی) کے نصاب کا لازمی حصہ ہے۔
مضمون کو پڑھتے ہوئے قاری کو دیکھنا چاہیے کہ اس کا مرکزی مقصد کیا نظر آتا ہے۔ کیا یہ
کسی شخص یا مقام کے بارے میں بتانے کے لیے لکھا گیا ہے، یا کیا یہ کسی کہانی کو بیان
کرنے کے لیے لکھا گیا ہے؟ اس بیان یا کہانی کی آپ کیا اہمیت سمجھتے ہیں؟ یہ بیان یا
کہانی آپ کے اپنے مشاہدے اور تجربے سے کیا تعلق رکھتی ہے؟

ایک مضمون میں اہم موازنے اور تضادات ہو سکتے ہیں۔ یہ کسی وقوعے کی
وجوہات بیان کر سکتا ہے یا کسی خاص واقعے یا عمل کے اثرات کی وضاحت کر سکتا ہے۔
بعض مضامین کسی خیال (idea) کے بارے میں کسی ایک حتمی نتیجے پر زور دیے بغیر کئی
امکانات کھولتے ہوئے کچھ ارادوں اور منصوبوں کو بیان کرتے ہیں۔ کئی دیگر مضامین کسی نہ
کسی طرح کسی نقطہ نظر کی حمایت یا مخالفت میں، یا کسی مسئلہ کا حل پیش کرنے کے لیے یا
دنیا کے بارے میں سوچنے کا نیا نقطہ نظر پیش کرنے کے بارے میں ہو سکتے ہیں۔

مضمون کو بہتر طور پر سمجھنے کے لیے وہ اس بات پر غور کریں کہ لفظوں کا انتخاب
اور وہ طریقہ کیا ہے جس سے مصنف نے مضمون اور اس کے فقروں اور پیراگرافوں کو
ترتیب دیا ہے۔ پھر ان کو یہ دیکھنا چاہیے کہ ان کے خیال میں مصنف اپنے مقصد کو بیان
کرنے میں کس حد تک کامیاب رہا ہے۔ علاوہ ازیں انہیں یہ دیکھنا چاہیے کہ مصنف نے
نتائج کی تائید میں کیا تفصیلات، وجوہات اور مثالیں دی ہیں؟ وہ انہیں کیسا سمجھتے ہیں؟
قابلِ یقین، حیران کن، کمزور یا ناکافی؟

بہتر تفہیم کے لے طلبہ کو یہ بھی کہنا چاہیے کہ وہ ان سوالات اور پیچیدگیوں کو
دیکھیں جو مصنف نے بیان کی ہیں اور ان کے جو جواب اور حل پیش کیے ہیں۔ پھر وہ ان
سوالات، پیچیدگیوں، جوابات اور عقدہ کشائیوں پر اپنی رائے دیں۔

مختلف اصناف کو ان طریقہ ہائے کار کے مطابق پڑھانا طلبہ کو ادب کے مطالعے

Scanned by CamScanner

ہیں مزید پُر اعتماد بنائے گا۔ جیسے جیسے ان کا ذخیرۂ الفاظ اور خیالات نمو پائیں گے، وہ اپنا اظہار زبانی اور تحریری دونوں طرح کی انگریزی میں بہتر طور پر کر سکیں گے۔ وہ عظیم مصنفین کی تحریروں کی خوبصورتی کی تحسین کرنے کے قابل ہو سکیں گے۔ وہ اپنی زندگی کے متعلق سچائیوں کو دیکھنے کے قابل ہو سکیں گے۔ اس سے اچھی اقدار سیکھیں گے اور مجموعی طور پر ان میں متوازن شخصیت کی تعمیر ہو گی۔

ہر صنفِ ادب اور تدریسی طریقہ ہائے کار کی توانائیوں کے متعلق اتنا کچھ کہنے کے بعد مقالہ نگار ادب کے ابلاغ پر بحث کرے گا؛ یعنی ادب اور اس میں موجود پیغام، متن اور خیال کا برتاوا، انحرافات کے مسائل اور ان کا حل، قواعدِ زبان کی پابندی، معنی اور اقدار، اور ان تمام کا امتزاج کس طرح مصنف اور قاری کے درمیان ابلاغ کو بہتر بناتا ہے(1)۔

(جاری ہے)

❖•❖•❖•❖•❖•❖

حواشی و حوالہ جات

1۔ اس باب میں پیش کیے گئے زیادہ تر خیالات کے لیے مقالہ نگار نے Judith A. Stanford کی کتاب "Responding to Literature"، تیسرا ایڈیشن، مے فیلڈ پبلشنگ کمپنی، کیلیفورنیا، 2002ء، سے استفادہ کیا ہے۔ مقالہ نگار نے اس کتاب کو اتنی بار پڑھا ہے کہ یہاں ہر حوالے کی نشاندہی کرنا ممکن نہیں ہے۔ مقالہ نگار یہ سمجھتا ہے کہ پاکستان کی موجودہ صورتحال میں ادب کی تدریس کے لیے سٹینفورڈ کی بہت سی تجاویز اور مشورے بروقت ہیں۔ حتٰی کہ ہم دیکھتے ہیں کہ جن ممالک میں انگریزی اکثر لوگوں کی پہلی زبان ہے، وہاں بھی ادب کی تدریس میں ایسے ہی ناموزوں طریقے رائج ہیں جیسا کہ پاکستان میں ہیں۔ یہاں نہ صرف انگریزی نہ بولنے والے ممالک کے لیے بلکہ انگریزی بولنے والے ملکوں کے لیے بھی نو دریافت کے ایک عمومی عمل کی نشاندہی کی گئی ہے۔

Scanned by CamScanner